عہدِ نبوی کا معاشرتی، معاشی، عدالتی اور انتظامی نظام

عہدِ نبوی کے معاشرتی، معاشی، عدالتی اور انتظامی نظام کی بنیادی خصوصیات اور عصری اہمیت

965	10	30
الفاظ کا مضمون	مختصر سوالات و جوابات	کثیر الانتخابی سوالات

تفصیلی مضمون

1. تعارف: عدل و احسان پر مبنی نظام

عہدِ نبوی میں قائم ہونے والا معاشرتی، معاشی، عدالتی اور انتظامی نظام کسی جامد دفتری خاکے کی صورت میں نہیں بلکہ ایک اصولی اور مسلسل ارتقا پذیر ڈھانچے کی صورت میں سامنے آیا، جس کی بنیاد توحید، رسالت، آخرت اور انسانی جواب دہی پر رکھی گئی تھی۔ قرآن کا حکم

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾

یعنی بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے، اس پورے نظام کی روح ہے، جس میں قانون کو اخلاق سے اور اقتدار کو امانت سے کبھی جدا نہیں کیا گیا۔ اس مضمون میں اس نظام کے مختلف پہلوؤں کا ترتیب وار جائزہ لیا گیا ہے۔

2. معاشرتی اصلاح: عصبیت سے ایمانی اخوت تک

معاشرتی اصلاح: قبائلی عصبیت سے ایمانی اخوت تک مدینہ پہنچتے ہی رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات قائم کی، جس نے قبائلی فاصلوں اور جاہلی عصبیت کے بجائے ایمانی رشتے کو معاشرتی نظم کی بنیاد بنایا۔ عورت، یتیم، مسکین، غلام اور پڑوسی کے حقوق پر مسلسل تعلیم دی گئی، اور نسلی تفاخر، ذاتی انتقام اور کمزوروں کے استحصال کی جگہ تقویٰ اور ذمہ داری کو معیارِ فضیلت قرار دیا گیا۔ خاندان کو اس سماجی نظام کی بنیادی اکائی سمجھا گیا: نکاح کو ایک ذمہ دار معاہدہ قرار دیا گیا، مہر، وراثت، نفقہ اور حسنِ معاشرت کے حقوق واضح طور پر بیان کیے گئے، اور اگرچہ طلاق کی اجازت دی گئی، تاہم عدت، مصالحت کی کوششوں اور ظلم سے بچاؤ کی واضح حدود مقرر کی گئیں۔ ان تمام اصلاحات نے عرب معاشرے کی جڑوں میں پیوست بہت سی ناانصافیوں کا خاتمہ کیا، اور یہ عمل بتدریج اور مرحلہ وار مکمل کیا گیا۔

3. معاشی اصول اور بازار کا نظم

معاشی اصول اور بازار کا نظم معاشی میدان میں حلال کمائی، تجارت، ذاتی ملکیت اور باہمی معاہدوں کو تسلیم کیا گیا، جبکہ سود، دھوکا دہی، ذخیرہ اندوزی، جھوٹی قسم اور ناپ تول میں کمی جیسے استحصالی طریقوں سے سختی سے روکا گیا۔ زکوٰۃ، صدقات اور انفاق کے ذریعے دولت کے ساتھ ایک واضح سماجی ذمہ داری جوڑ دی گئی، تاکہ معاشرے میں مالی توازن قائم رہے اور دولت چند ہاتھوں میں مرتکز نہ ہو جائے۔ مدینہ کا بازار ایک آزاد مگر اخلاقی نگرانی کے تحت چلنے والا ادارہ تھا؛ قیمتوں میں مصنوعی مداخلت کے بجائے ظلم اور دھوکے کی روک تھام پر توجہ مرکوز رہی، جیسا کہ ایک موقع پر جب صحابہ نے قیمتیں مقرر کرنے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے انکار فرمایا اور کہا کہ قیمتیں مقرر کرنے والا اللہ ہی ہے۔ کاشت کاری، تجارت، دستکاری اور محنت کو معاشرے کی باعزت اور بنیادی ضروریات میں شمار کیا گیا۔

4. عدالتی نظام: مساوات اور شہادت کا اصول

عدالتی نظام: مساوات اور شہادت کا اصول رسول اللہ ﷺ خود آخری قاضی کی حیثیت رکھتے تھے اور وحی، گواہی اور ظاہری دلائل کی روشنی میں فیصلے فرماتے تھے۔ عدالتی اصول یہ تھا کہ دعویٰ کرنے والے پر دلیل لانا اور انکار کرنے والے پر قسم اٹھانا لازم ہے، جو ذمہ داری کی منصفانہ تقسیم کو ظاہر کرتا ہے۔ قانونی مساوات کا یہ عالم تھا کہ کوئی بااثر شخص بھی جرم ثابت ہونے پر خصوصی رعایت کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا، جیسا کہ مخزومی عورت کے مشہور واقعے میں رسول اللہ ﷺ نے سفارش مسترد کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ اگلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ وہ کمزوروں پر حد نافذ کرتی تھیں اور بااثر افراد کو چھوڑ دیتی تھیں، اور اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

5. انتظامی تقرریاں اور شورائی نظام

انتظام اور مشاورت ریاست کے مختلف امور کے لیے والی، عامل، کاتب، سفیر، امیرِ لشکر اور زکوٰۃ وصول کرنے والے کارکن مقرر کیے گئے، اور اہلیت، امانت اور جواب دہی کو تقرری کا بنیادی معیار بنایا گیا۔ وحی کے دائرے سے باہر اجتماعی معاملات میں رسول اللہ ﷺ باقاعدگی سے صحابہ سے مشاورت فرماتے تھے، جیسا کہ خندق کی حکمتِ عملی اور بدر کے قیدیوں کے معاملے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ مشاورتی روایت بعد میں خلافتِ راشدہ کے دور میں مزید مستحکم ہوئی اور اسلامی طرزِ حکمرانی کی ایک بنیادی خصوصیت بن گئی، جو آج بھی شفاف اور جواب دہ حکمرانی کے تصور سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔

6. تعلیم، صدقہ اور سماجی بہبود کے ادارے

تعلیم، صدقہ اور سماجی بہبود مسجدِ نبوی محض عبادت کی جگہ نہیں بلکہ تعلیم، مشاورت اور سماجی بہبود کا مرکز بھی تھی۔ اہلِ صفہ کے نام سے وہ غریب اور بے گھر صحابہ جانے جاتے تھے جو مسجد کے ایک حصے میں قیام پذیر تھے اور علمِ دین حاصل کرتے تھے، جن کی کفالت پوری امت کی اجتماعی ذمہ داری سمجھی جاتی تھی۔ اسی طرح وقف کے ذریعے پانی، زمین اور دیگر وسائل کو عوامی مفاد کے لیے مختص کیا گیا، جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے کنویں کا معروف واقعہ اس کی مثال ہے۔ بیماروں کی عیادت، غریبوں کی کفالت اور مسافروں کی مہمان نوازی کو دینی فرض کا درجہ دیا گیا، جس نے مدینہ کے معاشرتی ڈھانچے کو ایک ہمدرد اور ذمہ دار معاشرے میں ڈھال دیا۔ یہ تمام ادارے اس بات کی دلیل ہیں کہ عہدِ نبوی کی ریاست محض قانون نافذ کرنے والا ادارہ نہیں بلکہ ایک بہبودی ریاست کا ابتدائی نمونہ بھی تھی۔

7. جامع تجزیہ اور حاصلِ کلام

جامع تجزیہ اور نتیجہ عہدِ نبوی کا یہ پورا نظام دراصل ایک مشترکہ اخلاقی مقصد سے مربوط تھا: عبادت گاہ، خاندان، بازار، عدالت اور حکومت سب ایک ہی اصولی دھارے میں بہہ رہے تھے، اور کسی ایک شعبے کو دوسرے سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ عصرِ حاضر میں اگرچہ انتظامی صورتیں اور اداروں کی شکلیں بدل چکی ہیں، تاہم عدل، شوریٰ، امانت اور بنیادی انسانی حقوق کی پابندی وہ مستقل اقدار ہیں جو آج بھی اپنی معنویت رکھتی ہیں۔ اس نظام سے حاصل ہونے والا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ کوئی بھی معاشرتی، معاشی یا سیاسی ڈھانچہ اسی وقت مستحکم اور منصفانہ رہ سکتا ہے جب اس کی بنیاد محض قانون کی پابندی پر نہیں بلکہ اخلاقی جواب دہی اور خدا خوفی پر رکھی جائے، اور یہی وہ رہنما اصول ہے جو ہر دور کی حکمرانی کے لیے ایک آفاقی معیار فراہم کرتا ہے۔

منتخب مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم، النحل 16:90؛ النساء 4:58؛ الشوریٰ 42:38
2. صحیح البخاری، کتاب الاحکام والبیوع والحدود
3. صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ والمساقاۃ
4. ابو عبید، کتاب الاموال
5. محمد یاسین مظہر صدیقی، عہدِ نبوی کا نظامِ حکومت
6. ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ

1 عہدِ نبوی کے نظام کی اخلاقی بنیاد کیا تھی؟

عہدِ نبوی کا پورا نظام کسی خالص انتظامی یا سیاسی ڈھانچے سے بڑھ کر ایک اخلاقی و دینی بنیاد پر استوار تھا۔ مدنی معاشرہ توحید، رسالت، آخرت اور انسانی جواب دہی کے تصورات پر قائم تھا، اور یہی وجہ ہے کہ قانون کو کبھی اخلاق سے اور اقتدار کو کبھی امانت سے الگ نہیں کیا گیا۔ ریاست کا بنیادی مقصد محض علاقائی توسیع یا طاقت کا حصول نہیں بلکہ عدل کا قیام، امن کی بحالی، عبادت کی مکمل آزادی اور انسانی فلاح تھا۔ اسی بنیادی تصور کی روشنی میں معاشرتی، معاشی اور عدالتی امور کے تمام فیصلے کیے جاتے تھے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبوی ریاست میں دنیاوی انتظام اور دینی اقدار کبھی الگ الگ خانوں میں تقسیم نہیں تھے۔

2 مہاجرین وانصار کی مواخات نے معاشرتی اصلاح میں کیا کردار ادا کیا؟

مدینہ پہنچتے ہی رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی، یعنی ہر مہاجر کو انصار کے کسی خاندان سے بھائی چارے کے رشتے میں جوڑ دیا۔ اس اقدام نے قبائلی فاصلوں اور جاہلی عصبیت کے بجائے ایمانی رشتے کو معاشرتی نظم کی اصل بنیاد بنا دیا، جس سے وسائل کی تقسیم، باہمی تعاون اور اجتماعی یکجہتی کو غیر معمولی فروغ ملا۔ اسی کے ساتھ عورت، یتیم، مسکین، غلام اور پڑوسی کے حقوق پر مسلسل اور واضح تعلیم دی گئی، اور نسلی تفاخر، ذاتی انتقام اور کمزوروں کے استحصال کے بجائے تقویٰ اور ذمہ داری کو معاشرتی فضیلت کا معیار بنایا گیا، جو عرب معاشرے کے لیے ایک انقلابی تبدیلی تھی۔

3 عہدِ نبوی میں خاندان اور نکاح کے بارے میں کیا اصول وضع کیے گئے؟

خاندان کو عہدِ نبوی کے سماجی نظام کی بنیادی اکائی سمجھا گیا اور نکاح کو محض رسمی تقریب نہیں بلکہ ایک ذمہ دارانہ اور باقاعدہ معاہدہ قرار دیا گیا جس میں دونوں فریقوں کے حقوق و فرائض واضح طور پر بیان کیے گئے۔ مہر، وراثت، نفقہ اور حسنِ معاشرت کے حقوق کو تفصیل سے واضح کیا گیا تاکہ خاندانی زندگی میں انصاف قائم رہے۔ اگرچہ طلاق کی اجازت دی گئی، تاہم اس کے ساتھ عدت، مصالحت کی کوششوں اور ظلم سے بچاؤ کی واضح حدود بھی مقرر کی گئیں، تاکہ یہ اختیار غیر ذمہ دارانہ طریقے سے استعمال نہ ہو۔ یہ تمام اصول خاندان کو محض ذاتی معاملہ نہیں بلکہ معاشرتی استحکام کی بنیاد سمجھتے تھے۔

4 معاشی میدان میں کن اصولوں کو فروغ دیا گیا اور کن سے روکا گیا؟

معاشی نظام میں حلال کمائی، آزادانہ تجارت، ذاتی ملکیت اور باہمی معاہدوں کو مکمل تحفظ اور تسلیم حاصل تھا، جس نے لوگوں کو محنت اور کاروبار کی ترغیب دی۔ اس کے ساتھ ساتھ سود، دھوکا دہی، ذخیرہ اندوزی، جھوٹی قسم اور ناپ تول میں کمی جیسے استحصالی طریقوں سے سختی سے روکا گیا، کیونکہ یہ معاشرتی توازن کو بگاڑنے والے عوامل سمجھے جاتے تھے۔ زکوٰۃ، صدقات اور انفاق کے نظام نے دولت کے ساتھ ایک واضح سماجی ذمہ داری جوڑ دی، تاکہ معیشت میں دولت چند ہاتھوں تک محدود نہ رہے بلکہ معاشرے کے کمزور طبقات تک بھی پہنچے۔ یوں معاشی آزادی اور سماجی انصاف کو ایک ساتھ یقینی بنایا گیا۔

5 عہدِ نبوی میں بازار کا نظم ونسق کس اصول پر مبنی تھا؟

مدینہ کا بازار ایک آزاد مگر اخلاقی نگرانی کے تحت چلنے والا ادارہ تھا، جہاں قیمتوں میں براہِ راست مصنوعی مداخلت کرنے کے بجائے ظلم، دھوکے اور ناانصافی کی روک تھام پر توجہ مرکوز رکھی جاتی تھی۔ ایک مشہور واقعے میں جب صحابہ نے مہنگائی کے دور میں قیمتیں مقرر کرنے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے انکار فرمایا کہ قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار اصل میں اللہ کے پاس ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بازار کی آزادی برقرار رکھی گئی، البتہ دھوکا دہی، ملاوٹ اور استحصال جیسے عوامل کی سختی سے حوصلہ شکنی کی جاتی تھی۔ کاشت کاری، تجارت، دستکاری اور محنت کو معاشرے کی باعزت اور بنیادی ضروریات کے طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔

6 عہدِ نبوی کے عدالتی نظام کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں؟

رسول اللہ ﷺ خود آخری قاضی کی حیثیت رکھتے تھے اور اپنے فیصلے وحی، گواہی اور ظاہری دلائل کی بنیاد پر صادر فرماتے تھے۔ عدالتی اصول یہ تھا کہ دعویٰ کرنے والے کے ذمے دلیل لانا اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم اٹھانا ضروری قرار دیا گیا، جو دونوں فریقوں کے درمیان ذمہ داری کی منصفانہ تقسیم کو ظاہر کرتا ہے۔ قانونی مساوات کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی بااثر یا معزز شخص جرم ثابت ہونے کی صورت میں خصوصی رعایت کا حق دار نہیں سمجھا جاتا تھا، جیسا کہ مخزومی عورت کے واقعے میں سفارش مسترد کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اگر ان کی اپنی بیٹی بھی چوری کرتی تو اسے بھی وہی سزا دی جاتی۔

7 انتظامی امور میں تقرریوں کا معیار کیا رکھا گیا؟

ریاست کے مختلف امور کو منظم طریقے سے چلانے کے لیے والی، عامل، کاتب، سفیر، امیرِ لشکر اور زکوٰۃ وصول کرنے والے کارکن مقرر کیے گئے، اور ان تمام تقرریوں میں اہلیت، امانت اور جواب دہی کو بنیادی معیار بنایا گیا، نہ کہ نسلی برتری یا ذاتی تعلقات۔ وحی کے دائرے سے باہر اجتماعی اور دنیاوی معاملات میں رسول اللہ ﷺ باقاعدگی سے صحابہ سے مشاورت فرماتے تھے، جیسا کہ خندق کی حکمتِ عملی طے کرتے وقت اور بدر کے قیدیوں کے معاملے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ مشاورتی روایت بعد میں خلافتِ راشدہ کے دور میں مزید مستحکم ہوئی اور اسلامی طرزِ حکمرانی کی ایک مستقل اور بنیادی خصوصیت بن گئی۔

8 عہدِ نبوی کے نظام کو جامد دفتری خاکہ کیوں نہیں کہا جا سکتا؟

عہدِ نبوی کا انتظامی نظام کسی مقررہ اور غیر متغیر دفتری سانچے میں بند نہیں تھا، بلکہ یہ اصولی طور پر پختہ اور ساتھ ہی حالات کے مطابق ارتقا پذیر تھا۔ نئی ضرورتوں کے مطابق نئے عہدے اور ذمہ داریاں تخلیق کی جاتی تھیں، اور نظام کا ہر پہلو ایک مشترک اخلاقی مقصد سے مربوط تھا؛ عبادت گاہ، خاندان، بازار، عدالت اور حکومت الگ الگ جزیرے نہیں بلکہ ایک ہی اصولی دھارے کے مختلف اظہار تھے۔ یہی لچک اور اصولی پختگی کا امتزاج تھا جس نے اس نظام کو مختلف علاقوں اور حالات میں کامیابی سے قابلِ نفاذ بنایا، اور یہی وجہ ہے کہ بعد کے ادوار میں بھی اس کے بنیادی اصولوں کو نئی صورتوں میں اپنایا جاتا رہا۔

9 عہدِ نبوی کے نظامِ حکومت کی بنیادی اقدار کیا تھیں؟

اس نظام کی بنیاد توحید، امانت، عدل، شوریٰ، قانون کی مساوات اور انسانی جواب دہی پر رکھی گئی تھی، جو اسے محض ایک انتظامی ڈھانچے کے بجائے ایک اخلاقی نظام بناتی ہے۔ والی، عامل، کاتب، قاضی اور امیر جیسے مختلف انتظامی کردار ضرورت اور حالات کے مطابق مقرر کیے جاتے تھے، اور کسی بھی عہدے کو ذاتی امتیاز کے بجائے ایک بھاری ذمہ داری کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ معاشرت، بازار، عدالت اور مالی نظم سب ایک ہی مشترکہ اخلاقی مقصد سے جڑے ہوئے تھے، یعنی معاشرے میں عدل کا قیام اور انسانی فلاح کا حصول۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نظام بعد کے مسلم حکمرانی کے تصورات کے لیے ایک بنیادی ماخذ بنا۔

10 عہدِ نبوی کے اداروں سے عصرِ حاضر کے لیے کیا رہنمائی لی جا سکتی ہے؟

قدیم انتظامی شکلوں کو من وعن نقل کرنے کے بجائے ضروری ہے کہ ان کے پیچھے کارفرما ثابت اصولوں کو سمجھا جائے: حقوق کی حفاظت، شفاف ذمہ داری، باہمی مشاورت، اہل اور دیانت دار افراد کی تقرری، منصفانہ عدلیہ، حلال معیشت اور کمزور طبقات کی کفالت۔ جدید حالات میں ان اصولوں کا اطلاق معتبر فقہی اجتہاد، متعلقہ شعبے کی مہارت اور نتائج کی ذمہ دارانہ جانچ کے ساتھ ہونا چاہیے، نہ کہ محض ظاہری اور تاریخی شکلوں کی نقالی سے۔ اس طرح عہدِ نبوی کا یہ نظام محض ایک تاریخی یادگار نہیں رہتا بلکہ آج بھی حکمرانی، معیشت اور معاشرتی انصاف کے لیے ایک زندہ اور قابلِ عمل رہنما اصول کے طور پر کارآمد رہتا ہے۔

کثیرالانتخابی سوالات (درست جواب نمایاں رنگ میں)

1 عہدِ نبوی کا معاشرتی، معاشی، عدالتی اور انتظامی نظام کس صورت میں سامنے آیا؟

الف ایک اصولی اور مسلسل ارتقا پذیر ڈھانچے کی صورت میں

ب ایک جامد اور غیر متغیر دفتری خاکے کی صورت میں

ج محض ایک عارضی جنگی انتظام کی صورت میں

د قبائلی رسم و رواج کے تسلسل کی صورت میں

وضاحت: یہ نظام کسی جامد دفتری خاکے کے بجائے ایک اصولی اور مسلسل ارتقا پذیر ڈھانچے کی صورت میں سامنے آیا۔

2 قرآن کا کون سا حکم اس پورے نظام کی روح قرار دیا گیا ہے؟

الف ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾

ب ﴿وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾

ج ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾

د ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾

وضاحت: اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے، یہ آیت اس پورے نظام کی روح ہے جس میں قانون کو اخلاق سے جدا نہیں کیا گیا۔

3 مہاجرین و انصار کی مواخات کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

الف قبائلی فاصلے کم کرنا اور ایمانی اخوت کو معاشرتی نظم کی بنیاد بنانا

ب جاگیر داری نظام قائم کرنا

ج قبائلی عصبیت کو مضبوط کرنا

د صرف مالی وسائل کی تقسیم کرنا

وضاحت: مواخات نے قبائلی فاصلے اور جاہلی عصبیت کے بجائے ایمانی رشتے کو معاشرتی نظم کی بنیاد بنایا۔

4 عہدِ نبوی میں کن کمزور طبقات کے حقوق پر خصوصی تعلیم دی گئی؟

الف عورت، یتیم، مسکین، غلام اور پڑوسی

ب صرف امرا اور سردار

ج صرف تاجر طبقہ

د صرف عسکری قیادت

وضاحت: عورت، یتیم، مسکین، غلام اور پڑوسی کے حقوق پر مسلسل تعلیم دی گئی اور تقویٰ کو فضیلت کا معیار بنایا گیا۔

5 خاندان کے نظام میں نکاح کو کیا حیثیت دی گئی؟

الف ایک ذمہ دار معاہدہ جس میں دونوں فریقوں کے حقوق و فرائض واضح تھے

ب محض ایک رسمی تقریب

ج خالصتاً ذاتی معاملہ جس میں کوئی حدود نہیں

د ایک غیر ضروری سماجی رسم

وضاحت: نکاح کو ایک ذمہ دار معاہدہ قرار دیا گیا جس میں مہر، وراثت، نفقہ اور حسنِ معاشرت کے حقوق واضح بیان کیے گئے۔

6 طلاق کے معاملے میں کیا حدود مقرر کی گئیں؟

الف عدت، مصالحت کی کوشش اور ظلم سے بچاؤ کی واضح حدود

ب کوئی حد مقرر نہیں کی گئی

ج طلاق کو مکمل طور پر ممنوع قرار دیا گیا

د صرف مرد کی مرضی کو معیار بنایا گیا

وضاحت: اگرچہ طلاق کی اجازت دی گئی، تاہم عدت، مصالحت کی کوششوں اور ظلم سے بچاؤ کی واضح حدود مقرر کی گئیں۔

7 درج ذیل میں سے کون سا بیان معاشرتی اصلاحات کے عمل کو سب سے بہتر بیان کرتا ہے؟

الف عرب معاشرے کی جڑوں میں پیوست ناانصافیوں کا خاتمہ بتدریج اور مرحلہ وار کیا گیا

ب تمام اصلاحات ایک ہی دن نافذ کر دی گئیں

ج کوئی اصلاح جاہلی رسوم میں نہیں کی گئی

د اصلاحات صرف امرا کے لیے مخصوص تھیں

وضاحت: مضمون کے مطابق یہ اصلاحات عرب معاشرے کی جڑوں میں پیوست ناانصافیوں کا خاتمہ بتدریج اور مرحلہ وار کرتی گئیں۔

8 معاشی میدان میں کن استحصالی طریقوں سے سختی سے روکا گیا؟

الف سود، دھوکا، ذخیرہ اندوزی، جھوٹی قسم اور ناپ تول میں کمی

ب تجارت اور ذاتی ملکیت

ج زراعت اور دستکاری

د زکوٰۃ اور صدقات

وضاحت: سود، دھوکا دہی، ذخیرہ اندوزی، جھوٹی قسم اور ناپ تول میں کمی جیسے استحصالی طریقوں سے سختی سے روکا گیا۔

9 زکوٰۃ اور صدقات کا معاشرتی کردار کیا تھا؟

الف دولت کے ساتھ ایک واضح سماجی ذمہ داری جوڑنا تاکہ مالی توازن قائم رہے
ب دولت کو مکمل طور پر ضبط کرنا
ج صرف امرا کو فائدہ پہنچانا
د تجارت کو محدود کرنا

وضاحت: زکوٰۃ، صدقات اور انفاق کے ذریعے دولت کے ساتھ سماجی ذمہ داری جوڑی گئی تاکہ دولت چند ہاتھوں میں مرتکز نہ ہو۔

10 مدینہ کے بازار کے نظم کی بنیادی خصوصیت کیا تھی؟

الف آزاد بازار مگر اخلاقی نگرانی، قیمتوں میں مصنوعی مداخلت نہیں
ب قیمتوں کا مکمل سرکاری تعین
ج بازار پر مکمل پابندی
د صرف مخصوص طبقے کو تجارت کی اجازت

وضاحت: مدینہ کا بازار آزاد مگر اخلاقی نگرانی کے تحت چلنے والا ادارہ تھا، جہاں ظلم اور دھوکے کی روک تھام پر توجہ رہی۔

11 جب صحابہ نے قیمتیں مقرر کرنے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے کیا جواب دیا؟

الف انکار فرمایا اور کہا کہ قیمتیں مقرر کرنے والا اللہ ہی ہے
ب فوراً قیمتیں مقرر کر دیں
ج تاجروں کو سزا دینے کا حکم دیا
د بازار بند کرنے کا حکم دیا

وضاحت: رسول اللہ ﷺ نے قیمتیں مقرر کرنے سے انکار فرمایا اور کہا کہ قیمتیں مقرر کرنے والا اللہ ہی ہے۔

12 عہدِ نبوی کے عدالتی نظام میں دعویٰ اور انکار کا بنیادی اصول کیا تھا؟

الف مدعی پر دلیل لانا اور منکر پر قسم اٹھانا لازم تھا
ب دونوں پر قسم لازم تھی
ج صرف طاقتور کا دعویٰ قبول ہوتا تھا
د کوئی اصول موجود نہیں تھا

وضاحت: دعویٰ کرنے والے پر دلیل لانا اور انکار کرنے والے پر قسم اٹھانا لازم تھا، جو ذمہ داری کی منصفانہ تقسیم ظاہر کرتا ہے۔

13 قانونی مساوات کا کیا معیار قائم کیا گیا تھا؟

الف بااثر شخص بھی جرم ثابت ہونے پر خصوصی رعایت کا مستحق نہیں تھا
ب بااثر افراد کو استثنا حاصل تھا
ج قانون صرف عام لوگوں پر لاگو ہوتا تھا
د قانون کا اطلاق قبیلے کی بنیاد پر ہوتا تھا

وضاحت: قانونی مساوات اس حد تک تھی کہ کوئی بااثر شخص بھی جرم پر خصوصی رعایت کا حق دار نہ تھا۔

14 مخزومی عورت کے واقعے میں رسول اللہ ﷺ نے سفارش مسترد کرتے ہوئے کیا اصول واضح فرمایا؟

الف اگلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ وہ کمزوروں پر حد نافذ کرتی تھیں اور بااثر افراد کو چھوڑ دیتی تھیں
ب خاندانی سفارش قابلِ قبول ہے
ج عورتوں پر حدود لاگو نہیں ہوتیں
د صرف غریبوں پر قانون لاگو ہوتا ہے

وضاحت: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ وہ کمزوروں پر حد نافذ کرتی تھیں اور بااثر افراد کو چھوڑ دیتی تھیں۔

15 رسول اللہ ﷺ نے اسی موقع پر اپنی بیٹی فاطمہؓ کے بارے میں کیا فرمایا؟

الف اگر وہ بھی چوری کرتیں تو ان کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا
ب انہیں مکمل استثنا حاصل ہوتا
ج ان پر یہ قانون لاگو نہیں ہوتا
د اس معاملے کا خاندان سے کوئی تعلق نہیں

وضاحت: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا، جو مکمل قانونی مساوات کی علامت ہے۔

16 انتظامی امور کے لیے کن عہدوں پر افراد مقرر کیے جاتے تھے؟

الف والی، عامل، کاتب، سفیر، امیرِ لشکر اور زکوٰۃ وصول کرنے والے
ب صرف قاضی اور امام
ج صرف امیرِ لشکر
د صرف کاتب

وضاحت: ریاست کے مختلف امور کے لیے والی، عامل، کاتب، سفیر، امیرِ لشکر اور زکوٰۃ وصول کرنے والے کارکن مقرر کیے گئے۔

17 انتظامی تقرریوں کا بنیادی معیار کیا تھا؟

الف اہلیت، امانت اور جواب دہی
ب نسلی برتری
ج مالی حیثیت
د قبائلی تعلقات

وضاحت: اہلیت، امانت اور جواب دہی تقرری کا بنیادی معیار تھے، نہ کہ نسب یا دولت۔

18 وحی کے دائرے سے باہر اجتماعی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے؟

الف صحابہ سے باقاعدگی سے مشاورت فرماتے تھے

ب تنہا فیصلہ کرتے تھے

ج قرعہ اندازی کرتے تھے

د معاملہ ہمیشہ ملتوی کر دیتے تھے

وضاحت: خندق کی حکمتِ عملی اور بدر کے قیدیوں جیسے معاملات میں رسول اللہ ﷺ صحابہ سے باقاعدگی سے مشاورت فرماتے تھے۔

19 نبوی مشاورتی روایت بعد کے ادوار میں کیا بنی؟

الف خلافتِ راشدہ کے دور میں مزید مستحکم ہو کر اسلامی طرزِ حکمرانی کی بنیادی خصوصیت بن گئی

ب بعد کے ادوار میں مکمل طور پر ترک کر دی گئی

ج صرف عہدِ نبوی تک محدود رہی

د اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا

وضاحت: یہ مشاورتی روایت خلافتِ راشدہ کے دور میں مزید مستحکم ہوئی اور اسلامی طرزِ حکمرانی کی بنیادی خصوصیت بن گئی۔

20 مسجدِ نبوی کس نوعیت کا مرکز تھی؟

الف عبادت کے ساتھ تعلیم، مشاورت اور سماجی بہبود کا مرکز

ب صرف عبادت کے لیے مخصوص جگہ

ج صرف عسکری منصوبہ بندی کا مرکز

د صرف تجارتی سرگرمیوں کا مرکز

وضاحت: مسجدِ نبوی محض عبادت کی جگہ نہیں بلکہ تعلیم، مشاورت اور سماجی بہبود کا مرکز بھی تھی۔

21 اہلِ صفہ کون تھے اور ان کی کفالت کس کی ذمہ داری سمجھی جاتی تھی؟

الف غریب و بے گھر صحابہ جو علمِ دین حاصل کرتے تھے، جن کی کفالت پوری امت کی اجتماعی ذمہ داری تھی

ب امیر تاجر جو مسجد میں تجارت کرتے تھے

ج غیر مسلم مہمان جو مسجد میں قیام پذیر تھے

د قیدی جو مسجد میں رکھے جاتے تھے

وضاحت: اہلِ صفہ غریب اور بے گھر صحابہ تھے جو مسجد کے ایک حصے میں علمِ دین حاصل کرتے تھے، اور ان کی کفالت امت کی اجتماعی ذمہ داری تھی۔

22 وقف کے ذریعے کن وسائل کو عوامی مفاد کے لیے مختص کیا گیا، جس کی مثال حضرت عثمانؓ کا کنواں ہے؟

الف پانی، زمین اور دیگر وسائل

ب صرف مویشی

ج صرف ہتھیار

د صرف تجارتی سامان

وضاحت: وقف کے ذریعے پانی، زمین اور دیگر وسائل کو عوامی مفاد کے لیے مختص کیا گیا، جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے کنویں کا واقعہ اس کی مثال ہے۔

23 مریضوں، غریبوں اور مسافروں کے حوالے سے کیا اصول اپنایا گیا؟

الف عیادت، کفالت اور مہمان نوازی کو دینی فرض کا درجہ دیا گیا

ب ان معاملات کو نجی مسئلہ سمجھا گیا

ج صرف اہلِ ثروت کی مدد کی جاتی تھی

د ان امور کو ریاست کے دائرے سے خارج رکھا گیا

وضاحت: بیماروں کی عیادت، غریبوں کی کفالت اور مسافروں کی مہمان نوازی کو دینی فرض کا درجہ دیا گیا۔

24 درج ذیل میں سے کون سا بیان عہدِ نبوی کی ریاست کی نوعیت کو سب سے بہتر بیان کرتا ہے؟

الف یہ محض قانون نافذ کرنے والا ادارہ نہیں بلکہ بہبودی ریاست کا ابتدائی نمونہ بھی تھی

ب یہ صرف عسکری ادارہ تھی

ج یہ صرف مذہبی رسومات تک محدود تھی

د اس کا سماجی بہبود سے کوئی تعلق نہ تھا

وضاحت: اہلِ صفہ کی کفالت، وقف اور خدمتِ خلق جیسے ادارے ثابت کرتے ہیں کہ یہ ریاست ایک بہبودی ریاست کا ابتدائی نمونہ بھی تھی۔

25 عبادت گاہ، خاندان، بازار، عدالت اور حکومت کا آپس میں کیا تعلق تھا؟

الف یہ سب ایک مشترک اخلاقی مقصد سے مربوط تھے

ب یہ سب ایک دوسرے سے مکمل طور پر الگ تھے

ج صرف عبادت گاہ کی اہمیت تھی

د حکومت کا کسی اور شعبے سے تعلق نہیں تھا

وضاحت: عبادت گاہ، خاندان، بازار، عدالت اور حکومت ایک مشترک اخلاقی مقصد سے مربوط تھے، کوئی ایک شعبہ دوسرے سے الگ نہیں تھا۔

26 عصرِ حاضر میں عہدِ نبوی کے نظام سے کیا رہنمائی لی جا سکتی ہے؟

الف عدل، شوریٰ، امانت اور بنیادی انسانی حقوق کی پابندی مستقل اہمیت رکھتی ہے

ب صرف ظاہری انتظامی شکلوں کی نقل کی جائے

ج یہ نظام آج غیر متعلقہ ہو چکا ہے

د صرف عسکری پہلو ہی قابلِ تقلید ہے

وضاحت: انتظامی صورتیں بدل چکی ہیں مگر عدل، شوریٰ، امانت اور حقوق کی پابندی جیسی اقدار آج بھی معنویت رکھتی ہیں۔

27 مضمون کے مطابق کوئی بھی معاشرتی، معاشی یا سیاسی ڈھانچہ کب مستحکم اور منصفانہ رہ سکتا ہے؟

الف جب اس کی بنیاد اخلاقی جواب دہی اور خدا خوفی پر رکھی جائے، نہ کہ صرف قانون کی پابندی پر

ب جب صرف سخت قوانین نافذ کیے جائیں

ج جب معیشت مکمل طور پر ریاستی کنٹرول میں ہو

د جب صرف طاقتور طبقے کے مفادات کا خیال رکھا جائے

وضاحت: مضمون کا حاصلِ کلام یہ ہے کہ استحکام اور انصاف کی بنیاد محض قانون کی پابندی نہیں بلکہ اخلاقی جواب دہی اور خدا خوفی ہے۔

28 عہدِ نبوی کے نظام کی معاشرتی، معاشی اور عدالتی جہتوں کا مشترک محور کیا بتایا گیا ہے؟

الف توحید، رسالت، آخرت اور انسانی جواب دہی پر مبنی اخلاقی ذمہ داری

ب صرف قبائلی رسم و رواج کا تحفظ

ج صرف معاشی منافع کا حصول

د صرف عسکری توسیع کا مقصد

وضاحت: پورا نظام توحید، رسالت، آخرت اور انسانی جواب دہی کی بنیاد پر ایک مشترک اخلاقی مقصد سے جڑا ہوا تھا۔

29 رسول اللہ ﷺ عدالتی معاملات میں فیصلے کن بنیادوں پر فرماتے تھے؟

الف وحی، گواہی اور ظاہری دلائل کی روشنی میں

ب صرف ذاتی رائے پر

ج صرف قبائلی رواج پر

د صرف مالی حیثیت پر

وضاحت: رسول اللہ ﷺ خود آخری قاضی کی حیثیت رکھتے تھے اور وحی، گواہی اور ظاہری دلائل کی روشنی میں فیصلے فرماتے تھے۔

30 درج ذیل میں سے کون سا بیان معاشی آزادی اور سماجی انصاف کے امتزاج کو سب سے بہتر بیان کرتا ہے؟

الف حلال تجارت اور ملکیت کو تحفظ دیا گیا جبکہ زکوٰۃ کے ذریعے دولت میں سماجی ذمہ داری بھی شامل کی گئی

ب معیشت مکمل طور پر ریاست کے کنٹرول میں تھی

ج ذاتی ملکیت کا کوئی تصور نہیں تھا

د زکوٰۃ کا نظام معاشی آزادی سے متصادم تھا

وضاحت: حلال کمائی، تجارت اور ملکیت کو تسلیم کیا گیا، جبکہ زکوٰۃ و صدقات کے ذریعے دولت پر سماجی ذمہ داری بھی عائد کی گئی۔